فکر و نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُمّت کی حالتِ زار اور علماء کی ذمہ داری

وطنِ عزیز میں مسلم معاشرہ آج جس تنزل، انحطاط اور پستیوں کا شکار ہے، زبانِ قلم اس کو کسی ایک یا کئی نشستوں میں بیان کرنے سے قاصر ہے ——— ہاں مگر جس کی نت نئی اور خونچکاں داستانیں روزانہ اخبارات کے ہزاروں لاکھوں صفحات پر جا بجا بکھری پڑی ہیں اور جن کو پڑھ سن کر اس معاشرہ میں رہنے بسنے والوں کے طرزِ زندگی کے جملہ پہلوؤں کا رخ متعین ہو جاتا ہے۔

عقیدۂ توحید، حسنِ عبادت، خوش معاملگی، پاکیزگیٔ اخلاق اور بلندیٔ کردار ایک مسلمان کی زندگی کا وہ زیور ہیں کہ جن کے باعث وہ سینکڑوں میں ایک، پہچانا جاتا رہا ہے، لیکن افسوس کہ آج مسلمانوں کی اکثریت ان صفات سے عاری ہو چکی ہے! ——— عقائد کو لیجئے، تو شرک و بدعت، جو تمام تر اعمالِ انسانی اور اس کی عبادتوں اور ریاضتوں کے لیے ڈائنا میٹ کا درجہ رکھتے ہیں، اس کی گویا گھٹی میں پڑ چکے ہیں اور ان کی ہلاکت آفرینی کا اسے کوئی احساس و شعور ہی نہیں ——— عبادات کو لیجئے، تو فریضۂ نماز میں تساہل، فریضۂ صیام میں تغافل اور فریضۂ حج و زکوٰۃ میں تکاسل ہی نہیں، بلکہ ان چیزوں سے جیسے اُسے اب کوئی واسطہ ہی نہ رہا ہو، اور یوں وہ "زندگی، بے بندگی، شرمندگی" کا مصداق ہو کر رہ گیا ہے ——— معاملات کو لیجئے، تو اس کی بدمعاملگی کے حوالے سے آج کا غیر مسلم بھی اپنے ہم مذہبوں کو یہ کہہ کر عار دلاتا ہے کہ "کہیں تم مسلمان تو نہیں ہو گئے[1]؟" ——— اور جہاں تک

---

[1] چند دن قبل ملتان سے چھپنے والے ایک رسالہ میں ایک عیسائی ملک کے، عیسائی باشندے کا واقعہ پڑھا تھا کہ اس نے اپنے ایک ہم مذہب کو کچھ رقم قرض دی، جب قرض کی وصولی کا وقت آیا تو مقروض نے ٹال مٹول شروع کر دی ——— بار بار کے مطالبوں (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

اخلاق و کردار کا معاملہ ہے، تو آج مسلمان ہی مسلمان کے خون کا پیاسا، مسلمان ہی مسلمان کے زر و مال کا دشمن، مسلمان ہی مسلمان کی عزت و عصمت کا ڈاکو اور مسلمان ہی مسلمان کے ہر لحاظ سے درپے آزار نظر آتا ہے! —— عقل حیران ہے اور انسانی ضمیر انگشت بدنداں، کہ یاالٰہی یہ ماجرا کیا ہے! —— کیا یہ وہی مسلمان ہے کہ جس کے اسلاف نے اخوت و محبت، مودت و موانست، دیانت و امانت، تقویٰ و طہارت، عظمت و شرافت، عفت و نجابت، خلوص و صداقت، ہمدردی و غم گساری اور ایثار کیشی و جانثاری کی وہ روشن، تابناک اور انمٹ مثالیں قائم کی تھیں کہ اسلام کے علاوہ دنیا کے کسی بھی مذہب کا کوئی بھی نام لیوا ان کی نظیر پیش کرنے سے بہر حال عاجز رہا ہے! —— لیکن آج بازی الٹ چکی، اقدار بدل گئیں، خیر و شر کے پیمانے تک تبدیل ہو گئے اور مسلمان ہر جگہ ہر لحاظ سے ذلیل و رسوا ہے (الا ماشاء اللہ!) —— آپ نے کبھی سوچا کہ ایسا کیوں ہے؟

"امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" وہ فریضہ ہے کہ امتِ مسلمہ جس کی مکلف قرار دی گئی اور جو ہر دور میں اس کا طرۂ امتیاز رہا ہے —— ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ —الآية" (آل عمران: ۱۱۰)

(حاشیہ بقیہ صفحہ سابقہ) کے باوجود جب وہ قرض وصول کرنے میں ناکام رہا تو کچھ دوستوں کو اس نے اپنی بپتا سنائی۔ دوستوں نے مشورہ دیا کہ پادری سے ملو۔ یہ شخص پادری کے پاس گیا اور صورتِ حال اس کو بتلائی۔ پادری نے کاغذ قلم منگوا کر ایک دو سطری رقعہ لکھا اور اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ یہ رقعہ مقروض کو جا کر دے دو۔ مقروض نے رقعہ وصول کر کے اسے پڑھا اور جھٹ سے پوری رقم گن کر اس کے حوالے کر دی —— دیکھنے سننے والوں نے تعجب کا اظہار کیا اور پوچھا کہ اس رقعہ میں ایسی کون سی کرامت تھی کہ یوں فی الفور اس نے رقم ادا کر دی؟ اس شخص نے جواب دیا، پادری نے مکتوب الیہ کو لکھا تھا:

"تم اس شخص کی رقم دبائے بیٹھے ہو، کہیں تم مسلمان تو نہیں ہو گئے؟"

اس پر اسے غیرت آئی تو اس نے رقم ادا کر دی۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار!)

"تم سب اُمتوں میں سے بہترین اُمّت ہو کہ نیکی کا حکم کرتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ ۔ ۔ !"

——— لیکن آج اگر نیکی منہ چھپائے پھرتی ہے اور بدی کا بھوت عین چوراہوں میں ننگا ناچ رہا ہے، تو اس کی بڑی وجہ فریضۂ "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" سے کوتاہی اور اس سلسلہ میں مجرمانہ تغافل ہے ——— حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

"مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَ ذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ"

(صحیح مسلم، عن ابی سعید خدریؓ)

کہ "تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے تو اسے چاہیئے کہ اپنے (زورِ) بازو سے اسے مٹا ڈالے، ہاں اگر اس کی سکت نہ رکھتا ہو تو زبان سے (منع کرے) اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ پائے تو (کم از کم) دل سے (ہی اسے بُرا جانے) اور یہ (آخری درجہ) ضعیف ترین ایمان (کی علامت) ہے!"

——— لیکن آج یہ ضعیف ترین ایمانی جذبہ بھی مسلمان کھو بیٹھا، کہ نیکی کے نیکی ہوتے اور برائی کے برائی ہوتے کا تصور ہی اس کی نظروں میں معدوم ہو کر رہ گیا ہے ——— چنانچہ اولاً تو خود نیکی کرنے کی توفیق بہت کم خوش نصیبوں کو میسر ہے، ثانیاً ان میں بھی اکثریت ایسے لوگوں کی ہے کہ جو خلافِ شرع امور کو دیکھ کر "ہمیں کیا ہے" ——— بلکہ اس سے منع کرنے والوں کو "چھوڑو جی" ——— کا اندازِ بے نیازی اپنائے ہوئے ہیں ——— رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے ہی "مصلحت کیشوں" کی آنکھیں کھول دینے کو، اس افسوسناک طرزِ عمل کے انجامِ بد سے انہیں یوں ڈرایا تھا:

"عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُدْھِنِ فِیْ حُدُوْدِ اللّٰہِ وَالْوَاقِعِ فِیْھَا مَثَلُ قَوْمٍ اسْتَھَمُوْا وَصَارَ بَعْضُھُمْ فِیْ اَسْفَلِھَا وَصَارَ بَعْضُھُمْ فِیْ اَعْلَاھَا فَکَانَ الَّذِیْ فِیْ اَسْفَلِھَا یَمُرُّ بِالْمَآءِ عَلَی الَّذِیْنَ فِیْ اَعْلَاھَا فَتَاَذَّوْا بِہٖ فَاَخَذَ فَاْسًا فَجَعَلَ یَنْقُرُ اَسْفَلَ السَّفِیْنَۃِ

فَاَتَوْہُ فَقَالُوْا مَالَکَ قَالَ تَاَذَّیْتُمْ بِیْ وَلَابُدَّ لِیْ مِنَ الْمَآءِ فَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰی یَدَیْہِ اَنْجَوْہُ وَنَجَّوْا اَنْفُسَھُمْ وَاِنْ تَرَکُوْہُ اَھْلَکُوْہُ وَاَھْلَکُوْا اَنْفُسَھُمْ"

(صحیح بخاری، بحوالہ مشکوٰۃ، باب امر بالمعروف)

"حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، حدود اللہ میں مداہنت کرنے والے، یا ان میں جا پڑنے والے کی مثال اس قوم (کے افراد) کی مانند ہے، جو کشتی میں بیٹھے اور قرعہ ڈال کر بعض تو کشتی کے نچلے حصے میں چلے گئے اور بعض اوپر والے حصے میں۔ اب نیچے والے پانی لے کر اوپر والوں کے پاس سے گزرتے ہیں، جس سے (اوپر والوں کو) کوفت ہوتی ہے۔ لہٰذا (نیچے والوں میں سے) ایک نے کلہاڑا پکڑا اور کشتی کے پیندے میں سوراخ کرنا شروع کیا۔ اس پر (اوپر والے) اس کے پاس گئے کہ یہ کیا؟ تو اس نے جواب دیا، میرے اوپر آنے کی وجہ سے تم نے تکلیف محسوس کی اور مجھے پانی کی (بہر حال) ضرورت ہے —— پس اگر یہ (اوپر والے) اس کا ہاتھ پکڑ لیں گے (اور اس حرکت سے اسے باز رکھیں گے) تو اسے بھی اور خود اپنے تئیں بھی ہلاکت سے بچا لیں گے، لیکن اگر وہ اسے (اس کے حال پر) چھوڑ دیں گے تو خود بھی ڈوبیں گے اور اسے بھی لے ڈوبیں گے!"

—— رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشادِ گرامی ہے کہ:

"وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْھَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ اَوْ لَیُوْشِکَنَّ اللہُ اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِہٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّہٗ وَلَا یُسْتَجَابُ لَکُمْ!"

(ترمذی، عن حذیفہ رض)

"قسم ہے اس ذات کی، جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، تم ضرور نیکی کا حکم کرو گے اور برائی سے روکو گے، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر

اپنا عذاب مسلط کر دے۔ پھر (یہ وہ وقت ہوگا کہ) تم دعاء کرو گے اور وہ قبول نہ ہوگی!"

_____ قرآنِ مجید سے ثابت ہے کہ عذابِ الٰہی کی متعدد صورتوں میں سے ایک صورت لوگوں کی باہمی لڑائی، قتل و غارت اور خون ریزی بھی ہے _____ یہ عذاب آج ہم پر مسلط ہے، اور اس کا بڑا سبب فریضۂ "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" سے مجرمانہ تغافل، اور "مجھے کیا؟" _____ "چھوڑو جی!" کا اندازِ استغنا ہے _____ جس کا نتیجہ ظاہر ہو رہا ہے کہ ؎

خود تو ڈوبے ہیں صنم، تجھ کو بھی لے ڈوبیں گے!

اور کسے معلوم نہیں کہ "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کے مکلف، عوام الناس سے زیادہ علمائے امت ہیں _____ علمائے اُمت کا مقام وہی ہے، جو انسانی جسم میں اعضائے رئیسہ کا! _____ اگر یہ اعضائے رئیسہ اپنا کام ٹھیک ٹھیک انجام دے رہے ہوں تو جسم کسی اندرونی مرض کا شکار نہیں ہوتا اور بیرونی صدمات کے مقابلہ میں بھی وہ پوری قوتِ مدافعت رکھتا ہے، جبکہ عام اعضائے انسانی کا نقص، اعضائے رئیسہ کے اختلال کی نشاندہی کرتا ہے _____ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ عوام الناس کے اعمال و اخلاق اور کردار میں خرابی، علماء کی خرابی و فساد کی وجہ سے ظہور میں آتی ہے _____ ایک تو اس لیے کہ جب علمائے اُمت اپنا فرضِ منصبی ادا کرنا چھوڑ دیتے ہیں تو عوام الناس کو روکنے والا کوئی نہیں ہوتا، لہٰذا وہ من مانی کرنے لگتے ہیں۔ اور دوسرے اس لیے کہ جب خود علماء ہی میں نقص آ جائے تو خود ان کا وجود اور ان کا طرزِ عمل عوام الناس کی آوارگیوں کے لیے سندِ جواز مہیا کر دیتا ہے، جس کے نتیجہ میں پوری اُمت فساد اور بدعملی کی لپیٹ میں آ جاتی ہے!

یاد رہے کہ خیر و شر کے پیمانے کتاب و سنت نے متعین کئے ہیں _____ "معروف" صرف وہ ہے کہ کتاب و سنت نے جسے "معروف" قرار دیا ہے، اور "منکر" وہ کہ کتاب و سنت نے جس سے منع فرمایا ہو، یا کتاب و سنت سے اس کی کوئی نظیر نہ ملے۔ لہٰذا علمائے امت میں سے بھی اس فریضۂ "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کی زیادہ تر ذمہ داری ان علماء پر عائد ہوتی ہے، جو کتاب و سنت کے چمن سے "قال اللہ و قال الرسول" کے سدا بہار اور رنگا رنگ پھول چننے کے عادی ہیں _____

یا بالفاظِ دیگر اصلاحِ احوال کے لیے "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کی جملہ کوششیں کتاب و سنت کی روشنی میں ہونی چاہئیں، ورنہ نہ صرف ان کے مثبت نتائج برآمد نہ ہوں گے، بلکہ اللہ رب العزت کے نزدیک بھی ان کی کوئی حیثیت نہ ہوگی!

پس آج جبکہ پاکستانی معاشرہ ہر قسم کے جرائم، بے عملیوں اور بدعملیوں کی آماجگاہ بن چکا ہے، علمائے اُمت کا یہ فرض ہے کہ پہلے وہ خود صحیح ہوں، اپنے تئیں ایمان و تقویٰ اور اخلاق و اعمالِ صالحہ سے آراستہ کریں، پھر اُمت کی خیر خواہی اور اصلاحِ احوال کا فریضہ سرانجام دینے کے لیے میدان میں نکلیں ——— صراطِ مستقیم کی طرف امت کی راہنمائی کریں اور ہر قسم کی اعتقادی، عملی، اخلاقی اور سماجی برائیوں کے خاتمہ کے لیے بے چین ہو جائیں کہ عافیت و سلامتی کا راستہ تو بس یہی ہے۔ ورنہ خدانخواستہ یہ بداعمالیاں جو ہمارے معاشرہ میں روز افزوں ہیں، نہ صرف اس دنیا میں ہمیں چین نہیں لینے دیں گی بلکہ یہ ہماری عافیت کی تباہی و بربادی کا پیغام بھی لائیں گی ——— اور جس سے علمائے امت ہرگز ہرگز بری الذمہ نہیں ہوں گے! ——— وما علینا الا البلاغ!

(اکرام اللہ ساجد)

شعر و ادب — جناب فضل رو پڑی

میں درود اسپہ ہوں بھیجتا تیری شامل اسمیں رضا بھی ہے

نہیں میں اکیلا جہان میں میرے ساتھ میرا خدا بھی ہے
یہ خدا کا خاص کرم بھی ہے میرے محسنوں کی دعا بھی ہے

تری رحمتوں کا بھی شکریہ میرے مولا میں نے کیا بھی ہے
کبھی بھول چوک بھی ہو گئی کبھی دھوکا مجھ کو لگا بھی ہے

کبھی کاروانِ حیات میں کوئی راہبر بھی ملا نہیں
کبھی اس نشیب و فراز میں میرا اصل معمہ ہُوا بھی ہے

مجھے وہ زمانہ بھی یاد ہے کہ نہ میرے ساتھ کوئی بھی تھا
فقط اک خدا ہی کی ذات تھی کرم اس نے مجھ پہ کیا بھی ہے

کبھی یاس حد سے جو بڑھ گئی تو بڑھایا آس نے حوصلہ
سدا کامیاب رہا ہوں میں میرے ساتھ ایسا ہُوا بھی ہے

کبھی مجھ کو دادِ وفا ملی کبھی سادگی کی سزا ملی
یہ ستم ظریفی بھی ہو چکی تو کرم خدا نے کیا بھی ہے

میری بازپرس حضورِ حق میرے انفعال کی کیفیت
یہ میری خودی کی انا بھی ہے یہ میری انا کی سزا بھی ہے

وہ رسولؐ تیرا مرے خدا نہیں ایک پل مجھے بھولتا
میں درود اس پہ ہوں بھیجتا تیری شامل اسمیں رضا بھی ہے

وہی کامیاب ہے آدمی جسے ڈر خدا کا ہے ہر گھڑی
جسے عشق بھی ہے حضورؐ سے جسے پاسِ شرم و حیا بھی ہے